رسائل و مسائل

اسلامی تصورِ معرفت

سوال: مسلمانوں کا ایک گمراہ گروہ "معرفت" کے نام پر قرآن کریم کی ان تعلیمات کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس لائے، ہندو دیو مالا کے پنڈتوں کے احوال کے مماثل ثابت کر رہا ہے۔ ہم اس بات کو دینِ اسلام کی اہانت قرار دیتے ہیں۔

حدیث نبوی کے ان الفاظ کی بنا پر کہ الاوّل للدین المعرفۃ ماننے والے ان افراد کے گروہ نے اسلام کی فرض قرار دی ہوئی روزمرہ کی پنجگانہ نماز کی ادائگی کی بہ نسبت زیادہ اہمیت، مقام معرفت کے حصول کو دے رکھی ہے۔

یہ گروہ کسی ایسے شیخ کو اپنا دینی مرشد مانتا ہے جس سے یہ قول منسوب ہے: مَن لَّم یَکُن لَّہٗ شَیخٌ فَشَیخُہٗ شَیطَانٌ۔ حصول معرفت کی راہ میں یہ گروہ اس قول کو اپنے لیے زادِ راہ بنا رہا ہے۔

ہمیں بڑی مسرت ہوگی اگر آپ کرم فرمائی کر کے معرفت کے موضوع پر کچھ روشنی ڈال سکیں اور ہمیں بتائیں کہ وہ کون لوگ ہیں جنہیں اس راہ کے سالک بننے کا حق حاصل ہے، نیز یہ واضح کریں کہ انسان کب اور کیونکر منزلِ معرفت تک رسائی حاصل کر سکتا ہے، اور اس منزل پر پہنچنے کی غایت کیا ہے۔ ہم اس باب میں تفصیلی وضاحت کا خیر مقدم کریں گے تاکہ ہم اس گمراہ گروہ کو قائل کر کے صراط مستقیم پر لا سکیں اور ایسے بزعمِ خود غلط مرشدوں کی باتوں پر کان دھرنے سے روک سکیں جو اغراض کے بندے ہیں۔

جواب: "معرفت" کا لغوی معنی پہچان ہے۔ یہ علم کا ابتدائی درجہ ہے۔ کائنات اس کے عجیب و غریب اور مستحکم نظام کو دیکھ کر اس کے بنانے والے کے وجود، علم، قدرت اور حکمت کا علم ہوتا ہے اور اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ وہ اتنی زبردست قدرت والا ہے کہ وہ بلا شرکتِ غیرے اس کائنات کا وجود دینے والا اور اس کے نظام کو چلانے والا ہے۔ وہی کائنات اور اس کے اقتدار کا مالک ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے، جسے چاہتا ہے ذلت سے دوچار کر دیتا ہے۔ اسی کے قبضۂ قدرت میں بھلائیاں ہیں۔

"قل اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء و تنزع الملک ممن تشاء و تعز من تشاء و تذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیئ قدیر"

اس معرفت کے نتیجے میں انسان کے دل میں خالقِ کائنات کے لیے عظمت اور محبت پیدا ہوتی ہے دوسری تمام چیزوں کو اس کی قدرت کا کرشمہ سمجھ کر ان کے ساتھ اسے مساوات کا احساس ہوتا ہے، جس کے نتیجہ میں وہ اپنے سمیت سب کو اللہ کا غلام دیکھنا چاہتا ہے۔ اس کی فطرت اللہ تعالیٰ (اپنے خالق و مالک اور محسن و مربی) کے احکام کی طلب کرتی ہے۔ اس کی فطری طلب کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے "رسالت و نبوت" کے نظام سے دیا گیا ہے۔ اس نے اپنے رسولوں کے ذریعے اپنے احکام اپنے بندوں تک بھیجے تاکہ " ان الحکم الا للّٰہ" (حکمرانی کا حق صرف اللہ کے لیے ہے) اور " الا لہ الخلق والامر" (سنو وہی پیدا کرنے والا ہے اور اسی کو حق حکمرانی ہے) کی فطرت حقیقت اور پکار کے مطابق انسانی زندگی کا نظام استوار ہو۔

انسان کا اپنی اور کائنات کی اس حقیقت کو سمجھنا اور اپنے اور کائنات کی چیزوں سے مقام کو پہچاننا اور اپنے اور کائنات کے خالق اور اس کی صفات کا ادراک اور اس کے نتیجہ میں بندگیِ رب کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرنا معرفت ہے۔ اس معرفت کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و حواس کی نعمتوں سے نوازا اور کائنات کو ایک کتابِ معرفت بنایا۔ لیکن اس نے کمال رحمت سے مزید انعام یہ فرمایا کہ انسانی رہنمائی کے لیے انسانوں میں سے بعض برگزیدہ

شخصیات کو انسانوں کی رہنمائی کے لیے منتخب فرما کر اپنے احکام کا حامل بنایا اور ان کے ذریعے "کائنات کی کتاب معرفت" کی تعلیم کا انتظام فرمایا اور وہ نظام زندگی جس کی فطرت انسانی طلب گار تھی جس کے ذریعہ انسان نے اللہ کی غلامی اور بندگی کے جذبہ کی تسکین کرنا تھی، بھی انہی کے ذریعہ انسانوں کو دیا۔

مذکورہ تصورات اور حقائق کے جاننے کا نام معرفت ہے لیکن محض معرفت ذریعہ نجات نہیں، ذریعہ نجات معرفت سے اوپر کا درجہ ہے جسے ایمان کہا جاتا ہے۔ ایمان کے ساتھ عمل صالح شامل ہو یعنی بندگیٔ رب عملاً پورے طریقے سے کی جائے تو مکمل نجات ہے اور بندگی رب میں نقص رہ جائے لیکن ایمان ہو تو نجات پھر بھی ہو جائے گی، لیکن بندگی میں کوتاہی کا نتیجہ بھگتنے کے بعد۔

انسانوں کے لیے جس قسم کے مرشد کی ضرورت تھی اُس کا ذکر مذکورہ بالا سطور میں آپ کے سامنے آگیا ہے کہ وہ ایسی شخصیت ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے احکام کا حامل بناتا ہے اور وہ وحی کے ذریعے کتاب کائنات کا انسانوں کو مطالعہ کراتا ہے۔ اس کی یہ تعلیم اور مطالعہ خود اس کی اپنی طرف سے نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اسے وحی کے ذریعے اس پر نازل کرتا ہے۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لیے معرفت اور ایمان کا انتظام اس طرح فرمایا کہ ایک طرف انہیں عقل و حواس کی نعمتوں سے نوازا، اور کائنات میں علم و معرفت کے اسرار رکھ دیے تاکہ وہ عقل و فکر اور حواس سے کام لے کر ان اسرار و رموز کو معلوم کرلیں اور پھر انبیاء علیہم السلام کے ذریعے مزید رہنمائی فرمائی۔ اس سلسلے کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے کیا گیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا اختتام ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب و سنت کی شکل میں علم و معرفت کے سارے اسرار و رموز اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائے۔ اب علم و معرفت کا راستہ صرف اللہ کی کتاب اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

اس معرفت کے حصول کے لیے سب سے پہلی شرط تو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا علم حاصل کرنا ہے اور دوسرا کام اس نظام کو اپنانا ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی

طرف سے بندوں کے پاس لے کر آتے ہیں۔

جو شخص کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا علم نہیں رکھتا اور ان فرائض بندگی کو اختیار نہیں کرتا اور منہیات سے نہیں بچتا جن سے بچنا بندگیٔ رب کا تقاضا ہے اور جن سے کتاب و سنّت میں روکا گیا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ جیسے فرائض کا تارک ہے اور منکرات کا ارتکاب کرتا ہے وہ معرفت سے کوسوں دور ہے۔ جاہل ہے اور اس کا شیخ شیطان ہے۔

لیکن جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ سنّت اور سیرت کو اپنے لیے نمونہ بنایا اس کا شیخ وہ مقدس ہستی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لیے مبعوث فرمایا ہے کہ لوگ اس کی اتباع اور اطاعت کریں۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفرلکم ذنوبکم۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ یایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔

آیات قرآنیہ اسی ہادی اور رسول کی اتباع و اطاعت کو لازم کرتی ہیں جسے اللہ نے اسی منصب پہ فائز کیا ہو۔ اور اس کی اتباع کو لازم کرتی ہیں، جس کی اتباع میں اللہ کے رسول کی اتباع ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دُنیا سے رخصت ہونے وقت فرمایا:

"ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بہ کتاب اللہ و سنۃ نبیہ"۔

جو لوگ کسی اور طریقے کی تلاش میں کسی کو اپنا شیخ بناتے ہیں وہ دراصل شیطان کے جال میں گرفتار ہیں۔ اور ان پر یہ بات صادق آتی ہے "فمن لم یکن لہ شیخ فشیخہ شیطان"۔ یعنی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اُسوۂ حسنہ اور نظام بندگی کو چھوڑ دیا تو اس کا شیخ اور مرشد شیطان ہے۔ (ناظم شعبہ استفسارات)